حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کی تعلیم اور اساتذہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

میں نہ واٹس اپ (Whatsapp) رکھتا ہوں، نہ دیکھتا ہوں، کبھی کبھی کوئی جاننے والا خبر دیدیتا ہے کہ فلاں چیز اس پر ہے، اگر ضرورت کی مفید چیز ہو تو دس پندرہ دنوں میں کسی ایک کو دیکھ لیتا ہوں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ واٹس اپ (Whatsapp) کی دلدل میں قدم رکھنا تضیع اوقات کا سب سے بڑا اور سب سے برا ذریعہ ہے۔

بہرحال ابھی دو دن پہلے بعض اہل علم نے اطلاع دی کہ واٹس اپ پر میرے حوالہ سے یہ اطلاع آئی ہے، کہ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ نے مشکوٰۃ تک پڑھا تھا، جس پر ان کو تعجب ہوا اور کہا کہ ہمارے یہاں تو حاجی صاحب کے معمولی تعلیم یافتہ ہونے کا بہت چرچا اور تذکرہ ہے، مشکوٰۃ تک پڑھنا تو باقاعدہ عالم ہونا ہے۔ اس لئے خیال ہوا کہ حضرت حاجی صاحب کی تعلیم کے متعلق چند سطریں لکھ دی جائیں، حضرت حاجی صاحب نے ابتدا سے مشکوٰۃ المصابیح تک، اکثر کتابیں اپنے استادوں سے، جیسا کہ روایت اور معمول تھا، سبقاً سبقاً پڑھیں اور سلوک و معرفت کی رہنمائی کے لئے مثنوی مولانا روم کم سے کم تین مرتبہ اپنے اساتذہ پر پیش کی اور پڑھی۔ ان کے علاوہ ابتدائی بلکہ متوسط درسیات کے بعد حصن حصین، شرح فقہ اکبر اور مشکوٰۃ المصابیح کا چوتھائی حصہ سبقاً سبقاً، عالی مرتبت جلیل القدر اساتذۂ کرام سے پڑھا۔ اس تعلیم کے چند مراحل کا حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات میں تذکرہ ہے۔

مثنوی شریف کی تعلیم و تحقیق کے لئے فرمایا:

> ''میں نے مثنوی شریف تین بار حضرت مولانا عبدالرزاق پر عرض کی اور تحقیق بعض مقامات کی مولوی ابوالحسن کاندھلوی سے کی''

[شمائم امدادیہ، ص:۱۰۰، طبع اول:۱۳۴۷ھ] [امداد المشتاق، ص:۷۔ طبع اول:۱۳۴۷ھ]

مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی، حضرت مفتی الٰہی بخش کے نواسہ شاگرد اور خلیفہ تھے۔

حصن حصین اور فقہ اکبر کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> ''حصن حصین و فقہ اکبر، امام الائمہ سراج الائمہ امام اعظم ابی حنیفہ نعمان بن ثابتؓ، قراءۃً حضرت مولانا عبدالرحیم مرحوم نانوتوی سے اخذ کیا، اور یہ ہر دو بزرگوار ارشد تلامذہ، عارف مستغرق، حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے تھے''

[شمائم امدادیہ، ص:۱۲۔ طبع اول:۱۳۱۴ھ] [امداد المشتاق، ص:۷۔ طبع اول:۱۳۴۷ھ]

حضرت حاجی صاحب نے ایک موقع پر فرمایا:

''بعدازاں بالہام غیبی وبجذبۂ لذت کلام نبوی، مشکوٰۃ شریف کا ایک ربع قراءۃً عاشق زار رسول انور حضرت مولانا قلندر محدث جلال آبادی پر گذرانا''

[شمائم امدادیہ، ص:۱۱۔ طبع اول لکھنؤ:۱۳۱۴ھ] [امدادالمشتاق، ص:۷۔ طبع اول تھانہ بھون:۱۳۴۷ھ]

ان تصریحات سے واضح ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے مسلسل باقاعدہ اور تعلیم حاصل کی تھی اور مشکوٰۃ تک پڑھا۔ حضرت حاجی صاحب کی تعلیم کے نا تمام ہونے کے حوالہ سے، فقط یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے صحاح ستہ نہیں پڑھیں اور اس وقت صحاح ستہ کی مکمل تعلیم وسماعت کا، بہت زیادہ معمول بھی نہیں تھا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی اور قابل توجہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے جن علماء سے تعلیم حاصل کی، وہ کل چھ حضرات تھے، ان میں سے ایک [مولانا رحمت علی تھانوی] کے حالات نہیں ملتے، پانچ کے احوال معلوم ہیں، یہ پانچوں حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے شاگرد ہیں اور حضرت مفتی صاحب حاجی صاحب کی اطلاع کے مطابق، حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا:

''حضرت مفتی صاحب قدس سرہ خاتم دفتر ششم مثنوی مولانا روم، وشاگرد حکیم امت محمدیہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تھے''

[شمائم امدادیہ، ص:۱۲، طبع اول:۱۳۱۴ھ] [امدادالمشتاق، ص:۷۔ طبع:۱۳۴۷ھ]

حضرت حاجی صاحب نے حضرت شاہ محمد اسحاق سے بھی کچھ علمی استفادہ کیا تھا اگرچہ اس کی تفصیل معلوم نہیں، مگر خود حضرت حاجی صاحب نے اس کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''پنجم ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کو بمقام بندر لیس کہ متصل بندر جدہ کے ہے، جہاز سے اترے اور براہ راست عرفات کو تشریف لے گئے اور جملہ ارکان حج بجالائے اور مکہ معظّمہ میں حضرت مشہور فی الآفاق، مولانا محمد اسحاق محدث حنفی دہلوی ثم المکی قدس سرہ وحضرت عارف باللہ، سید قدرت اللہ حنفی بنارسی ثم المکی سے کہ کرامات وخرق عادات میں مشہور تھے، فیض وفوائد حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق نے چند وصایا فرمائے''

[شمائم امدادیہ، ص:۲۲-۲۱، طبع اول:۱۳۱۴ھ] [امدادالمشتاق، ص:۷۔ طبع اول:۱۳۴۷ھ]

عجب قصہ یہ ہے کہ خود حضرت حاجی صاحب کی زبان سے صراحت کے باوجود، ہمارے اہل قلم حضرت کے اکابر میں حضرت شاہ محمد اسحاق اور مولانا شاہ قدرۃ اللہ بنارسی، دونوں کا ذکر نہیں کرتے۔